عیسیؑ کے بعد کے دور میں تثلیثی عیسائیت

باب20

عیسیؑ، یہودیوں کے رسول، اور پولس غیر قوموں کا رسول تھا

عیسیؑ کا مشن صرف یہودیوں تک محدود تھا: "مجھے صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے بھیجا گیا تھا۔" پولس غیر یہودیوں کا رسول بنا اور عیسائیت کا رخ بدل دیا۔ عیسیؑ کی یکجہتی عیسائیت اور پال کی تثلیثی عیسائیت دو مختلف فرقے ہیں جن میں عیسیٰؑ کا یہودیوں اور غیر قوموں کے مسیحا کے طور پر مشترکہ وژن ہے۔

پال نئی تحریک کا سرکردہ مشنری بن گیا اور یہودیت کی حدود سے باہر ایک عالمی مذہب بنانے کے لیے فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ اس نے بحیرہ روم کے ارد گرد دسیوں ہزار میل کا سفر کیا، نئے عقیدے کا پیغام پھیلایا۔

پال کی مختصر زندگی کی تاریخ

پال ترسوس (موجودہ ترکی) میں پیدا ہوا تھا۔ روم کے لیے اس کی کرائے کی خدمات کے صلے میں اسے رومی شہریت دی گئی۔ یہ حقیقت اس کے دو ناموں کی وضاحت کرتی ہے۔ یونانی بولتے وقت، اس نے اپنی رومن کنیت پال استعمال کی۔ یہودی برادری کے اندر، اس نے اپنا یہودی نام ساؤل استعمال کیا۔ اس نے یروشلم میں ربی کی تربیت حاصل کی۔ بہت سے عظیم رہنماؤں کی طرح، پال ایک متنازعہ شخص

تھا، اور قرآن میں اس کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔

پال ستانے والا

پال عیسیٰؑ کے حواریوں میں سے نہیں تھا اور وہ کبھی بھی عیسیٰؑ سے ذاتی طور پر نہیں ملا تھا۔ وہ تاریخ کے منظرنامے پر پہلی بار مسیح کی موت کے تقریباً دو سال بعد نئے قائم ہونے والے مسیحی کلیسیا کو ستانے والے کے طور پر نمودار ہوا۔ اسٹیفن، جو ایک نیا عیسائیت قبول کرنے والا تھا، کو سنگسار کر دیا گیا، اور قاتلوں نے "اپنے کپڑے ساؤل نامی نوجوان کے قدموں میں ڈال دیے" (اعمال 7:58)۔

پال کی تبدیلی

پال، کلیسیا کو ستانے کے لیے دمشق جاتے ہوئے، عیسیٰؑ کے بصیرت کے تجربے سے روکا گیا۔ جو کچھ ہوا اس کا تعین کرنا مشکل تھا، کیونکہ ایکٹس اور پال کے خطوط کی تفصیلات میں فرق ہے۔ مثال کے طور پر، جب پال اپنی تبدیلی کے بارے میں بات کرتا ہے، تو وہ یروشلم سے دمشق تک کے سفر کا ذکر نہیں کرتا۔

پال کی تعلیمات کا منفی اثر

یہودی قانون انجیل بہت سے حوالوں کا مرکز ہے۔ عیسیٰ نے بار بار اصرار کیا کہ اس کا مطلب یہودی صحیفے کو برقرار رکھنا اور پورا کرنا ہے، ان کے خلاف کرنا نہیں۔ عیسیٰ نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ وہ شریعت پر اٹل ہو کر عمل کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صرف تورات کے قوانین کو برقرار رکھتے ہیں بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ شریعت کی پابندی نہ صرف بیرونی بلکہ اندرونی بھی ہونی چاہیے۔ انہوں نے دلیل دی کہ پورے قانون کا خلاصہ میکسم میں کیا جا سکتا ہے جسے عام طور پر سنہری اصول کہا جاتا ہے: "دوسروں کے ساتھ ویسا ہی کرو جیسا کہ آپ چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ کریں۔" عیسیٰ نے سخت قانون میں کچھ عام فہم مستثنیات کیں اور دوسرے یہودی رہنماؤں سے مختلف وضاحت کی۔

تورات کے قوانین کو صرف غیر قوموں کے لیے ترک کرنا

پال نے تورات کے قوانین کو مسیحیت میں ایمان؛ اور عیسیٰ کی مصلوبیت کو دنیا کے گناہ کے کفارے کے طور پر بدل دیا۔ تورات کے پیچیدہ قوانین کو ترک کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے براہ راست تضاد تھا۔

ابتدائی چرچ میں اختلافات

موسیٰؑ کے قوانین پر عمل نہ کرنے پر پال کے اصرار نے حواریوں کے اصل گروہ کو ناراض کر دیا، جو ایک زیادہ مخصوص یہودی فرقہ بننا چاہتے تھے، اور انہوں نے ایک بڑے تنازعہ کے بعد پال سے رشتہ توڑ دیا۔

نجات فضل کے ذریعے مفت ہے

توبہ، گناہوں کا کفارہ، اور نجات کی جستجو میں ایک صالح زندگی گزارنے کے روایتی تصور کے لیے گناہگاروں کے طرز زندگی میں نفسیاتی تبدیلی اور بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف عقائد ہی بہتر انسان نہیں بناتے، اخلاق اور انسانی سلوک بناتا ہے. اسلام، جیسا کہ یہودیت میں، آرتھوپراکسی (اعمال یا نیک اعمال) پر زور دیتا ہے۔ پال کی عیسائیت آرتھوڈوکس (صحیح عقائد) پر زور دیتی ہے، ایک تصور جو کہ صرف عقائد کے نظام پر مبنی ہے، اصلاحی اقدامات کا مطالبہ کیے بغیر۔ پال نے نجات کو ایک مفت تحفہ قرار دیا، فضل کے ذریعے، نہ کہ اچھے کاموں کے ذریعے۔ تمام گنہگاروں کو یقین کرنا چاہیے کہ عیسیٰؑ دنیا کے گناہوں کے کفارے کے لیے صلیب پر لٹک گئے، اس طرح یہ چیز نظریاتی طور پر گنہگاروں کی اصلاح کے امکان کو کمزور کرتی ہے۔

ایک عام آدمی کو، ایسا لگتا ہے کہ پال ایک بہت بڑا سیلز مین تھا، اور اس نے جو کچھ کہنا تھا وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کہا کہ وہ

کافروں کو عیسائیت کے اپنے ورژن کی طرف راغب کرے۔ پال یہاں تک کہ تسلیم کرتا ہے کہ:

یہودیوں کی خاطر، میں یہودیوں کا دل جیتنے کے لیے یہودی کی طرح بن گیا۔ قانون کے ماتحتوں کا دل جیتنے کے لیے جو لوگ قانون کے ماتحت ہیں، میں قانون کے ماتحتوں جیسا بن گیا (حالانکہ میں خود قانون کے تحت نہیں ہوں)۔ جن لوگوں کے پاس شریعت نہیں ہے، میں قانون نہ رکھنے والوں کی طرح بن گیا (حالانکہ میں اللہ کی شریعت سے آزاد نہیں ہوں لیکن مسیح کے قانون کے تحت ہوں)، جو شریعت نہیں رکھتے ان کا دل جیتنے کے لیے۔ کمزوروں کی خاطر، میں کمزوروں کو جیتنے کے لیے کمزور ہو گیا۔ میں سب لوگوں کے لیے سب چیزیں بن گیا ہوں تاکہ ہر ممکن طریقے سے لوگوں کو بچا سکوں۔

1 کرنتھیوں 9:20-22

تورات کے قوانین کو ترک کر کے اور قوانین کے دو سیٹ بنا کر، ایک غیر قوموں کے لیے اور دوسرا یہودیوں کے لیے، اور نجات کو آزاد قرار دے کر، پال نے نئی عیسائیت کو رومی سلطنت کے کافروں کے لیے ناقابلِ مزاحمت بنا دیا۔ چرچ دور دور تک پھیل گیا اور جھٹکے سے کافروں کے لیے دروازے کھل گئے۔

تثلیثِ خدائی

چونکہ غیر قومیں یا کافر مشرک تھیں، اس لیے عیسیٰؑ کی سخت توحید ان کے لیے ایک اور رکاوٹ تھی۔ بعد کی صدیوں میں عیسائی رہنما ایک اور سمجھوتے کے ساتھ آئے، تثلیثِ خدائی کی شکل میں۔

برنارڈ شا کا پال کی تھیولوجی پر تبصرہ

برنارڈ شا "اینڈرو کلز اینڈ دی لائن" میں پال کی تبدیلی اور الہیات کی وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ میں کہتے ہیں: "پال کی تبدیلی بالکل بھی کوئی تبدیلی نہیں تھی: یہ پال ہی تھا جس نے اس مذہب کو تبدیل کیا جس نے ایک آدمی کو گناہ اور موت سے اوپر اٹھا کر ایک ایسے مذہب میں تبدیل کیا جس نے لاکھوں لوگوں کو نجات دی جس سے لوگ مکمل طور پر ان کے تسلط میں داخل ہوئے، کیونکہ ان کی مشترکہ فطرت ان کے لیے ایک وحشت اور مذہبی زندگی کا انکار بن گئی۔ عیسیٰؑ کے خصوصی الفاظ میں پال کی عیسائیت کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔

پال کے مشن کی اہمیت

بہت سے اسلامی حکام عیسیٰؑ کے اصل پیغام کو مسخ کرنے اور ان کے پیغام کی تبلیغ کے لیے قابل اعتراض حربے استعمال کرنے کے جرم میں انسان کی مذہبی تاریخ میں پال کی شراکت کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔ آج کے مسیحی جس غالب مذہب کا دعویٰ کرتے ہیں وہ پال کی عیسائیت ہے۔ پال کی عیسائیت کے عروج کے بغیر، عیسائی تحریک دم توڑ چکی ہوتی، اور عیسیٰؑ کا پیغام تاریخ میں دھندلا جاتا۔

پال کا مشن غیر قوموں یا کافر مشرکوں کو توحید کے دائرے میں لانا تھا۔ وہ کافر بت پرستوں کو توحید کی کسی نہ کسی شکل میں ایمان لانے میں بڑی حد تک کامیاب رہا۔ ایسا ہی ایک معجزاتی کارنامہ چھ سو سال بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیا۔ فرق یہ ہے کہ محمد ﷺ نے مطلق اور قدیم توحید کی تبلیغ کی اور اللہ کی وحدانیت میں کسی بھی سمجھوتے کو رد کیا۔ پال اور نبی محمد ﷺ کے بغیر، توحید آج ایک چھوٹی سی اقلیت ہوتی، درحقیقت بنیادی طور پر یہودیت کی شکل میں۔ اسلامی نقطہ نظر سے، پال کی عیسائیت کی سمجھوتہ شدہ توحید زرتشت کے دوہرے معیار اور کافر بت پرستی سے افضل ہے (باب 22 نمبر دیکھیں)۔

باب 21

تثلیث کی پیدائش

تثلیث کیا ہے؟

عیسائیوں کا ماننا ہے کہ اللہ تثلیث ہے، یعنی ایک میں تین افراد—باپ (اللہ)، اللہ کا بیٹا (عیسیٰؑ)، اور روح القدس (مقدس روح)۔ عیسیٰؑ کو تثلیث میں دوسرے شخص کے طور پر بلند کیا گیا تھا۔ نئے عہد نامہ میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ تین افراد ہیں، سب الگ الگ، سب یکساں طور پر اللہ ہیں، اور پھر بھی صرف ایک ہی اللہ ہے۔ ایسا کوئی ریکارڈ نہیں ہے کہ مسیح نے کبھی یہ کہا ہو کہ اللہ تثلیث ہے۔ پرانے عہد نامے میں کوئی تثلیثی نظریہ واضح طور پر نہیں سکھایا گیا۔ بہت سے عیسائی الہیات، معافی کے ماہرین اور فلسفیوں کا خیال ہے کہ تثلیث کے نظریے کا اندازہ پرانے اور نئے عہد نامے سے لگایا جا سکتا ہے۔

پچھلی صدیوں کے بائبل کے مترجم نئے عہد نامہ میں تثلیثِ خدائی کے فارمولے میں اپنے اعتقاد کی حمایت حاصل کرنے کے لیے اتنے پرجوش تھے کہ انہوں نے 1 یوحنا 5:7 میں پائی جانے والی آیت کو شامل کیا: "کیونکہ آسمان پر تین گواہی دیتے ہیں، باپ، کلام، اور

روح القدس: اور یہ تینوں ایک ہیں۔" یہ جعلسازی پہلی بار 1522 میں تیسرے ایڈیشن میں شائع ہوئی۔

خدا باپ (گاڈ فادر)، یہ لفظ استعاراتی طور پر بولنا

عیسیٰؑ نے کہا: "زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمان پر ہے۔ (متی 23:9)

عیسیٰؑ کا اللہ سے منفرد تعلق اُن کے باپ کے طور پر اللہ کے عہدہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ دعاؤں میں، عیسیٰؑ نے اللہ کے لیے آرامی لفظ ابا ("باپ") استعمال کیا، جو یہودیت میں مذہبی گفتگو میں نہیں پایا جاتا۔ اصطلاح "میرا باپ" ایک استعارہ ہے جو اللہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، پوری کائنات کا موجد اور پالنے والا، بالکل اسی طرح جیسے کوئی باپ جو آنے والی نسل کی پرورش، حمایت اور پرورش میں مصروف ہو۔ عیسیٰؑ نے خود عبرانی بزرگوں (ابراہیمؑ، اسحاقؑ، اور یعقوبؑ) کے اللہ کو قبول کیا۔

تاہم، اس کے بعد، عیسیٰؑ کے کچھ پیروکاروں نے اس اظہار کو استعارے کے دائرے سے نکال کر لفظی حیثیت میں منتقل کیا۔

انتھروپمورفزم ایک الہی وجود یا انسانی شکل میں موجود مخلوقات کا ادراک یا ان مخلوقات میں انسانی خصوصیات کو پہچاننا ہے۔ یہودیت اور اسلام دونوں ایک بشری دیوتا کو مسترد کرتے ہیں، یہ مانتے ہوئے کہ اللہ منفرد اور انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اللہ، لفظی معنوں میں، ماورائی، ہمہ گیر، منفرد، ناقابل بیان، کامل، خود کفیل، اور اسی طرح تمام خصوصیات رکھتا ہے۔

روح القدس

روح القدس یا اللہ کا روح القدس عیسائی الہیات میں سب سے زیادہ پرجوش اور مشکل موضوعات میں سے ایک ہے۔ یہ اللھیٰ میں تین افراد میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن کوئی ٹھوس شبیہ نہیں پیدا کرتا جیسا کہ "باپ" یا "بیٹا" کرتا ہے۔ روح القدس نئے عہد نامہ میں ایک شخص سے زیادہ طاقت کے طور پر موجود ہوتا ہے، حالانکہ عیسیٰؑ کے بپتسمہ کے وقت کبوتر میں مخصوص ذاتی نمائندگی موجود تھی۔

یوحنا کے مطابق انجیل میں روح القدس کا ایک خصوصی منظر پیش کیا گیا ہے۔ روح القدس کا نزول مسیح کے معراج کے بعد ہی ہوتا ہے۔ یہ نجات کے ایک نئے وقت کا آغاز ہے، جس میں روح القدس کو اس دنیا میں پیچھے رہ جانے والے گرجہ گھر کے لیے پیراکلیٹ (مشیر) کے طور پر بھیجا جاتا ہے۔

روح القدس کا قرآنی پیش منظر

روح کی اصطلاح اکثر "الہی الہام" کو ظاہر کرتی ہے۔ تاہم، کبھی کبھار، اس ذریعہ کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس کے ذریعے اللہ کے منتخب لوگوں کو، دوسرے لفظوں میں، وحی کے فرشتہ (یا فرشتہ قوت) کو اس طرح کا الہام فراہم کیا جاتا ہے۔ فرشتے کو روح ("روح" یا "روح") کے طور پر نامزد کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مخلوقات کا یہ زمرہ خالصتاً روحانی ہے، بغیر کسی جسمانی

عنصر کے۔لوقا کی انجیل میں، فرشتہ جبرائیلؑ روح القدس تھے جنہوں نے یوحنا بتسمہ دینے والے اور عیسیٰؑ کی پیدائش کا اعلان کیا۔

فرشتہ جبرائیلؑ بھی قرآن میں روح القدس کہلاتے ہیں۔

اللہ کا بیٹا

اللہ کے بیٹے کا کافرانہ تصور

رومن اور یونانی مشرکانہ ثقافت میں، حکمرانوں اور ہیروز کو زیوس، پوسیڈن یا اپالو کے بیٹے کہا جاتا تھا۔مؤرخین کا خیال تھا کہ سکندر اعظم کا مطلب یہ ہے کہ وہ فعال طور پر "امون-زیوس کا بیٹا" کا عنوان استعمال کرتے ہوئے ایک ڈیمیگوڈ تھا۔اس کی ماں، اولمپیاس نے اعلان کیا کہ زیوس نے اسے اس وقت حاملہ کیا جب وہ اللہ کے لیے مقدس بلوط کے درخت کے نیچے سو رہی تھی۔اللہ کے بیٹے کا تثلیثی عیسائی تصور کافرانہ نظریہ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔(اللہ کے بیٹے کے یہودی نظریے کے لیے اوپر دیکھیں۔)

یونانی فلسفہ کا اثر

مغربی فلسفہ میں فیصلہ کن پیش رفت میں سے ایک یونانی فلسفیانہ تصورات کا یہودی، مسیحی، مذہبی اور صحیفائی روایات کے ساتھ وسیع پیمانے پر انضمام تھا۔دوسری صدی کے عیسائی الہیات پر براہ راست اثر فلسفی اور ماہر الہیات کا تھا۔

اسکندریہ کا فیلو (عرف یہودی)، جس نے بائبل کی یہودی تعلیم کی تشریح کی کہ اللہ نے کائنات کو اپنے کلام سے تخلیق کیا۔ایک اور اثر

پلاٹینس (204-270عیسوی)کا ہو سکتا ہے، جس نے ایک واحد ذریعہ کو پیش کیا جس سے وجود کی تمام شکلیں نکلتی ہیں اور جس کے ساتھ روح ایک صوفیانہ اتحاد کی تلاش کرتی ہے۔ اس نے روح کے تین *hypostases* کا استعمال کرتے ہوئے بھی بیان کیا۔ مسیح کی الوہیت کے پہلے نشان لوگوس کے طور پر ظاہر ہوئے، وہ "کلام" جو یوحنا کی انجیل میں ازل سے جاری ہے: ابتدا میں، کلام تھا، اور کلام اللہ کے ساتھ تھا، اور کلام اللہ تھا(یوحنا 1۔1:)۔

عیسیٰؑ کی فطرت کے بارے میں متضاد نظریات

حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی وفات کے بعد، یہودی پیروکاروں میں عیسیٰؑ مسیح کی فطرت کے بارے میں اختلاف تھا۔

1. کچھ یہودیوں نے عیسیٰؑ کو یکسر مسترد کر دیا۔

2. بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ عیسیٰؑ ہی یہودیوں کی اصلاح کے لیے بھیجے گئے نبی تھے۔

3. کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ عیسیٰؑ ایک انسان تھے اور بعد میں انہیں اللھئیت کے لیے سرفراز کیا گیا۔

4. پھر بھی ایک اور گروہ نے دعویٰ کیا کہ وہ ہمیشہ سے اللہ تھے۔

عیسیٰؑ کی فطرت کے بارے میں بے شمار دیگر تنازعات بھی تھے۔

مختصر تاریخی جائزہ: عیسیٰؑ کا انسان سے اللہ تک کا سفر کیسے ارتقاء پذیر ہوا

قیامت، عیسیٰؑ کی الوہیت کی جانب پہلا قدم

عیسیٰؑ کو ایک ہولناک اور ذلت آمیز موت کا نشانہ بنایا گیا۔ رومی سلطنت میں ہر کوئی مصلوب ہونے اور اس حقیقت کے بارے میں جانتا تھا کہ عیسیٰؑ علیہ السلام کی موت اسی طرح ہوئی۔ اللہ کے ممسوح کی عوامی سطح پر اتنی تذلیل کی جاسکتی تھی کہ یہ اشتعال انگیز تھا۔ صلیب پر ایک عام مجرم کی طرح مرنے والے مسیحا کی عبرتناک موت نے ان کے حواریوں کے لیے ایک مخمصہ پیدا کر دیا۔ وہ ان کی موت کے اسکینڈل سے صدمے میں تھے، اور وہ یقین نہیں کر سکتے تھے کہ عیسیٰؑ پر ان کا ایمان غلط تھا۔

انجیلوں میں عیسیٰؑ کے جی اٹھنے کے بارے میں متضاد معلومات موجود ہیں۔ آیا عیسیٰؑ کا جی اٹھنا حقیقی تھا یا محض فریب۔ عوامی ذلت کو قیامت پر یقین کے ذریعے فتح کیا گیا، جس نے ابتدائی عیسائیوں کو یقین دلایا کہ عیسیٰؑ مجرم نہیں تھے اور وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے نہیں مرے تھے۔ وہ دوسروں کے گناہوں کے لیے مرے۔ پال جیسے پرجوش یہودیوں کے لیے یہ ناقابل برداشت تھا کہ اللہ کا خصوصی ایلچی مجرم کی موت مر جاتا۔ وہ اسے یہودیوں کے لیے ایک "ٹھوکر" کے طور پر بیان کرتا ہے (1 کرنتھیوں 1:23)۔ عیسیٰؑ کے جی اُٹھنے پر یقین نے مسیحا کو ایک فاتح سپرمین میں تبدیل کر دیا اور آخر کار ان کے پیروکاروں کو یہ دعویٰ کرنے پر مجبور کیا کہ عیسیٰؑ اللہ تھے۔ وہ قدیم ترین عیسائیت میں اللہ کے ساتھ عیسیٰؑ کی پرستش کرتے تھے۔

عیسیٰؑ کس معنوں میں خدا تھے؟

عیسیٰ کے اللہ ہونے کو کئی طریقوں سے سمجھا گیا تھا۔ دوسری اور تیسری صدیوں میں، مسیحی الہیات کے ماہرین نے مسیح کی الوہیت کے بارے میں اپنے خیالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ بعض نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ مکمل طور پر انسان تھے لیکن الہٰی نہیں۔ دوسروں نے کہا کہ وہ مکمل طور پر الہٰی تھے لیکن انسان نہیں تھے۔ اس کے باوجود دوسروں نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ دوہری مخلوق تھے، ایک الہٰی اور دوسرے انسان، اور اپنی وزارت کے دوران عارضی طور پر ساتھ رہے۔ ان تمام نظریات کو بعد میں جھوٹے عقیدے کے طور پر مسترد کر دیا گیا۔ چوتھی صدی تک، عیسائیوں کی اکثریت مانتی تھی کہ عیسیٰ اللہ تھے، لیکن سوال اب بھی باقی تھا — کس معنی میں؟

آریئن تنازعہ: انسانی عیسیٰ اللہ کی جانب بلند ہوگئے

کرسٹولوجی مسیحی الہیات کی ایک شاخ ہے جو مسیح کی شخصیت، فطرت اور کردار سے متعلق ہے۔ عیسیٰ کو کس وقت اللہ کے بیٹے کے طور پر گود لیا گیا تھا، یا تو ان کے بپتسمہ کے وقت، قیامت کو، یا آسمان پر۔ کچھ ابتدائی عیسائیوں نے عیسیٰ کو ایک مکمل انسان سمجھا یہاں تک کہ، اللہ نے انہیں سرفراز کیا اور اسے اپنا بیٹا، مسیحا، اللہونڈ بنا دیا۔ لہذا، عیسیٰ برابر نہیں ہیں لیکن اللہ باپ کے ماتحت ہے۔

اسکندریہ، مصر کا بشپ آریئس (256-336عیسوی) ایک ماتحت تھا جس کا ماننا تھا کہ اللہ کے پہلے سے موجود بیٹے کو براہ راست باپ نے تمام لوگوں سے پہلے پیدا کیا تھا، اور یہ کہ وہ اللہ کے ماتحت تھا۔ ایریس کا موقف یہ تھا کہ بیٹا اللہ کی تخلیقات میں سب سے پہلے تھا اور باپ نے بعد میں بیٹے کے ذریعے تمام چیزوں کو تخلیق کیا۔ رومن سلطنت کے کچھ خطوں میں آرین ازم غالب نظریہ بن گیا۔ Arius

کے مطابق، homoousios ایک ہی مادہ اور homoiousios (مماثل مادہ) غیر بائبلی تھے، باپ بیٹے سے بڑا ہے کیونکہ آسمانی صحیفے میں homoousios یا homoiousios کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا، اور وہ انسانوں کے علم اور سمجھ سے بالاتر ہیں۔

عیسیٰؑ ہمیشہ اللہ تھے، جسے اوتار کرسٹولوجی کے نام سے جانا جاتا ہے

ایریئس کی تعلیم کی ابتدا میں اس کے بشپ، اسکندریہ کے الیگزینڈر نے مخالفت کی تھی، جس کا ماننا تھا کہ عیسیٰؑ ہمیشہ کے لیے موجود ہیں، اور بیٹا باپ کے برابر ہے۔ بہت سے چرچ کے پادری، بیٹے کے بارے میں ماتحتی روایات کو مانتے ہوئے، آریئس کی طرف بڑھے۔ اس کے برعکس، دوسرے، بیٹے کے ابدی وجود اور باپ کے ساتھ اس کی (کچھ معنوں میں) برابری کو برقرار رکھنے والے نظریات کے حق میں، اس کے مخالفین میں شامل ہو گئے۔ تنازعہ نے چرچ کو تقسیم کرنے کی دھمکی دی، اور کونسلوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا، جس نے مختلف طریقے سے آریاؤں اور ان کے محافظوں یا ان کے مخالفین کو معاف کر دیا۔

شہنشاہ قسطنطینیہ کی تبدیلی

رومن شہنشاہ قسطنطینیہ ایک کافر تھا جس نے چوتھی صدی کے اوائل میں عیسائیت اختیار کی۔ وہ جانتا تھا کہ روم کو ایک مذہب کے تحت متحد کرنے کے لیے کچھ کرنا ہوگا۔ عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے کافروں اور عیسائیوں کے درمیان تنازعہ بڑھتا گیا۔ ہر فریق نے یکے بعد دیگرے شہنشاہ کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی، اس کی مخالفت کو کچلنے کے لیے سامراجی طاقت کو استعمال کرنے کی

کوشش کی۔ اس نے مذہبی تنازعہ کو حل کرنے کے لیے نیسیا میں چرچ کی پہلی ایکومینیکل کونسل کو طلب کیا۔

نیکین عقیدہ (325)

325 میں، شہنشاہ کانسٹنٹائن (280-337 عیسوی) کی طرف سے بلائے گئے بشپس کی ایک کونسل نے فیصلہ کیا کہ باپ اور بیٹا ہم جنس (ایک ہی مادہ یا جوہر) تھے۔ اسی اصطلاح کو بعد میں روح القدس پر بھی لاگو کیا گیا تاکہ اسے باپ اور بیٹے کے ساتھ "جوہر میں ایک جیسا" قرار دیا جائے۔

ایریس اور اس کی پارٹی کو خارج کر دیا گیا تھا۔ یہاں اوسیا کا مطلوبہ مفہوم واضح نہیں تھا۔ وہ ممکنہ طور پر اس اصطلاح پر طے پا گئے تھے کیونکہ یہ آریئس کے ساتھ پارٹی کی طرف سے متفق نہیں تھا۔ اس نئے اور مبہم فارمولے نے تنازعہ کے شعلوں کو بھڑکا دیا، کیونکہ محکومیت پسند اور مخالف ماتحتی نے اس جملے کو مختلف طریقے سے سمجھا اور بعد میں اس کی متضاد تشریحات کی دلیل دی۔ ایریئس کی طرف سے اُٹھائے گئے تنازعہ کے جواب میں، بشپس کی ایک اہم جماعت اس کے گرد جمع ہوگئی جو بالآخر تثلیث کے بارے میں معیاری زبان بن گئی۔

قسطنطنیہ کی کونسل (381 عیسوی)

قسطنطنیہ کی کونسل (381 عیسوی) کے وقت تک، homoousios کو اس بات پر زور دینے کے طور پر سمجھا جاتا تھا کہ باپ اور بیٹا نہ صرف ایک جیسی مخلوق ہیں بلکہ کسی نہ کسی لحاظ سے ایک ہی وجود بھی ہیں۔

اس نے روح القدس کو باپ اور بیٹے کے ساتھ ہم جنس پرست کہنے سے روک دیا۔ آنے والے عرصے کے دوران، وہی دلیل جو بیٹے کی الوہیت کو فروغ دینے کے لیے استعمال کی گئی تھی، روح القدس پر دوبارہ لاگو کی گئی، اور آخر کار، روح القدس پر ہوموسیوس کو لاگو کرنے والی رکاوٹیں بخارات بن گئیں۔

کونسل آف چالسڈن: عیسیٰؑ سو فیصد الہی اور انسان ہیں۔

آخری مسئلہ جس کی وضاحت کی ضرورت تھی وہ مسیح کے اندر الہی اور انسان ہونے کا تعلق تھا، جس کا فیصلہ کلیسڈن کی کونسل میں کیا گیا تھا۔ چونکہ ایک الہی جوہر میں تین الہی ہستیاں تھیں، اس لیے دو فطرتیں تھیں، ایک الہی اور دوسری انسانی۔ ایک شخص میں، عیسیٰؑ پچاس فیصد انسان اور پچاس فیصد الہی نہیں تھے۔ وہ سو فیصد انسان اور سو فیصد الہی تھا۔

دونوں فطرتوں کا اتحاد

عیسیٰؑ کی دونوں فطرتیں ایک شخص کے اندر ایک ساتھ رہتی ہیں، "بغیر الجھن، بغیر تبدیلی، تقسیم کے بغیر، علیحدگی کے بغیر"۔ مسیح کی ہستی کی اس تشریح نے اللہ کے ساتھ وحدانیت اور انسانیت کے ساتھ ان کی وحدانیت کی تصدیق کی جبکہ ان کی وحدانیت کو برقرار رکھا۔ یہ تب سے مسیح کی شخصیت کا کیتھولک نظریہ رہا ہے۔

عیسیٰؑ کے اندر "الٰہی اور انسان کے اتحاد" کے اس تصور کے پیچھے بنیادی خیال یہ تھا کہ صرف ایک نجات دہندہ جو حقیقی معنوں میں اللہ

اور سچا انسان دونوں ہیں، انسان کی نجات کو محفوظ کر سکتا ہے۔ نیسٹورین ازم کو بدعت قرار دیا گیا تھا، کیونکہ یہ عیسیٰؑ مسیح کی دو فطرتوں (انسانی اور الہی) کو الگ الگ اور متوازی طور پر کام کرنے والا تصور کرتا ہے۔ توحید پسندی کو بدعتی قرار دیا گیا کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ الہی اور انسان کے اتحاد کے بعد، عیسیٰؑ مسیح کی صرف ایک فطرت تھی، اللوہیت، جیسا کہ اللہ نے انسان کو جذب کر لیا تھا۔

خلاصہ (عیسیٰؑ کی فطرت)

کونسل آف نائس: باپ اور بیٹا ایک ہی مادہ یا جوہر تھے۔

کونسل آف قسطنطنیہ: باپ اور بیٹا نہ صرف ایک جیسی مخلوق تھے بلکہ کسی نہ کسی لحاظ سے ایک وجود بھی تھے۔

کونسل آف چالسڈن: عیسیٰؑ بیک وقت سو فیصد الہی اور انسان ہیں، پچاس فیصد الہی اور پچاس فیصد انسان نہیں۔ عیسیٰؑ کی دونوں فطرتیں ایک شخص کے اندر ایک ساتھ رہتی ہیں، بغیر تقسیم، یا علیحدگی کے متحد ہیں۔

عیسیٰؑ نے اپنے بارے میں کیا کہا؟

جب عیسیٰؑ اپنے راستے پر جانے لگے تو ایک آدمی بھاگا اور ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ ”اچھے استاد،“ اس نے پوچھا، ”مجھے ابدی زندگی کا وارث ہونے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟“ ”تم مجھے اچھا کیوں کہتے ہو؟“ عیسیٰؑ

جواب دیا "کوئی اچھا نہیں ہے سوائے اللہ کے۔"(مرقس 17:10-18)۔ عیسیٰؑ نے اپنے انسان ہونے پر زور دیا، یہ کہتے ہوئے کہ "تم مجھے اچھا کیوں کہتے ہو؟" اور یہ کہ صرف اللہ ہی اچھا ہے، یا دوسرے لفظوں میں، وہ خود اللہ نہیں تھے۔

باب 22

عیسیٰؑ کے اللہ کا بیٹا ہونے کی قرآنی تردید

میریولٹری اور تثلیث

قرآن واضح طور پر عیسائیوں کے اس دعوے کو مسترد کرتا ہے کہ عیسیٰؑ انسانی جسم میں اللہ تھے۔ عیسیٰؑ کی مافوق الفطرت پیدائش اور ان کے تمام معجزات کے باوجود، عیسیٰؑ پھر بھی ایک انسان تھے۔ جب کام کرنے کی بات آتی ہے، مسیح کسی دوسرے رسول سے مختلف نہیں ہیں۔ قرآن نے عیسیٰؑ، مریم اور تثلیث کی عبادت کے پیچیدہ موضوع پر ایک کثیر جہتی نقطہ نظر پیش کیا۔

وہ نہ تو کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا

کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے ﴿۱﴾ معبود برحق جو بے نیاز ہے ﴿۲﴾ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ﴿۳﴾ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ﴿۴﴾

بنیادی وجہ اور ابدیت، آزاد وجود کے تصورات، اس خیال کے ساتھ مل کر کہ موجود یا قابل تصور ہر چیز اس کے ماخذ کے طور پر اسی کی

طرف واپس جاتی ہے، اس کے آغاز اور مسلسل وجود کے لیے اسی پر منحصر ہے۔ "وہ نہ تو کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس سے کوئی پیدا ہوا"

عیسیٰؑ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے عیسائی عقیدہ اور کافر عربوں کے اس عقیدے کی تردید ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

عیسیٰؑ انسان تھے جیسا کہ آدمؑ

عیسیٰؑ کا حال اللہ کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے

﴿۵۹﴾ (یہ بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو تم ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا﴿۶۰﴾

وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لئے ان کو (اپنی قدرت کا) نمونہ بنا دیا﴿۵۹﴾

مندرجہ بالا حوالہ عیسیٰؑ کی الوہیت کے عیسائی نظریے کے خلاف ایک دلیل کا حصہ ہے۔ یہاں، قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام، آدمؑ کی طرح، صرف ایک بشر تھے "مٹی سے پیدا کیے گئے"، یعنی نامیاتی اور غیر نامیاتی دونوں مادوں سے، جو زمین پر اور اپنی ابتدائی شکلوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں آدم سے مراد انسانیت ہے فعل حال کے لحاظ سے۔

وقت کی تناسبت (ریلیٹیویٹی)

"ہو اور وہ ہے" کو اللہ کی "ناوقتیت" (اللہ کے حساب کے وقت) کے تناظر میں سمجھنا چاہئے، نہ کہ وقت کے انسانی تصور سے۔ "وقت"

جس کے بارے میں قرآن اکثر بات کرتا ہے اس کا انسانی وقت کی تعریف سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے بجائے، یہ ایک حتمی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں وقت کے تصور کی نہ کوئی جگہ ہے اور نہ ہی کوئی معنی۔ دوسرے لفظوں میں، ایک دن، ایک زمانہ، ایک ہزار سال، یا پچاس ہزار سال سب اللہ کے لیے یکساں ہیں، وقت کی بظاہر حقیقت صرف تخلیق کردہ دنیا میں ہے اور خالق کے ساتھ اسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (22:47 اور 70:4) اللہ وقت سے بالاتر ہے، اور وہ اکیلا ہی "کن فیکون" کے معنی جانتا ہے۔ اس کا مطلب فوری طور پر ہو بھی سکتا ہے یا نہیں بھی۔

شفاعت اور اللہ کا بیٹا

اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ سفارش کا کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں جو علم ویقین کے ساتھ حق کی گواہی دیں (وہ سفارش کرسکتے ہیں) ﴿۸۶﴾ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ تو پھر یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں؟ ﴿۸۷﴾

اور کہتے ہیں کہ اللہ بیٹا رکھتا ہے۔ وہ پاک ہے (اس کے نہ بیٹا ہے نہ بیٹی) بلکہ (جن کو یہ لوگ اس کے بیٹے بیٹیاں سمجھتے ہیں) وہ اس کے عزت والے بندے ہیں ﴿۲۶﴾ اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے۔ اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں ﴿۲۷﴾ جو کچھ ان کے

آگے ہو چکا ہے اور پیچھے ہو گا وہ سب سے واقف ہے اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے اللہ خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں﴿۲۸﴾ اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ اللہ کے سوا میں معبود ہوں تو اسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں﴿۲۹﴾

اللہ کی اولاد سے مراد عیسیٰؑ ہے، جسے عیسائی اللہ کا بیٹا مانتے ہیں، اور ساتھ ہی فرشتے، جنہیں اسلام سے پہلے کے عرب اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے (چونکہ ان کا تصور غلطی سے عورت کے طور پر تھا)۔ اللہ کے یہ معزز بندے صرف وہی اعلان کرتے ہیں جو اس نے ان پر نازل کیا ہے اور انہیں اعلان کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ "وہ ہستی جن کو کچھ لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں" سے مراد دیودار مقدسین یا انبیاء ہیں، اور خاص طور پر سیاق وسباق میں، عیسیٰؑ کے لیے۔ دیکھیں 10:3 - "کوئی نہیں جو اللہ کے ہاں شفاعت کر سکے جب تک کہ اللہ اسکے لیے اجازت نہ دے۔"

اللہ کے علاوہ کسی چیز سے الوہیت کا بیان

عزیرؑ اور مسیحؑ، اللہ کے بیٹے

اور یہود کہتے ہیں کہ عُزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی انہیں کی ریس کرنے میں لگے ہیں۔ اللہ ان کو ہلاک کرے۔ یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں﴿۳۰﴾ انہوں نے

اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا اللہ بنالیا حالانکہ اُن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ الٰہِ واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے ﴿۳۱﴾

شرک کا الزام ("اللہ کے سوا کسی چیز کو الوہیت یا الٰہی صفات کا بیان کرنا") یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف لگایا گیا ہے، اس بیان کو بڑھاتے ہوئے کہا کہ وہ "دین حق کی پیروی نہیں کرتے [جس کا اللہ نے ان کو حکم دیا ہے۔]" یہودیوں سے منسوب اس عقیدے کے بارے میں کہ عُزیرؑ "اللہ کا بیٹا" تھے۔ مدینہ کے کچھ یہودیوں نے ایک بار محمد ﷺ سے کہا کہ ہم آپ کی پیروی کیسے کریں گے جب آپ نے ہمارے قبلہ کو چھوڑ دیا ہے اور عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے؟ عزیرؑ یہودیوں میں ایک منفرد اور باوقار مقام پر فائز ہیں اور ان کی تعریف انتہائی غیر معمولی الفاظ میں کی گئی ہے۔ انہوں نے تورات کو بابل کی جلاوطنی کے دوران کھو جانے کے بعد اسے بحال کیا اور اس کی تدوین کی اور اسکی کم و بیش اسی شکل میں "ترمیم" کی۔ انہوں نے ایک خصوصی، قانونی نوعیت کے مذہب کے قیام کو فروغ دیا جو بعد میں یہودیت میں غالب ہوا۔ اس کے بعد سے، وہ اس حد تک قابل احترام ہیں کہ تلمود سٹ موسیٰؑ کے قانون پر ان کے فیصلوں کو خود قانون کے برابر سمجھتے ہیں۔ قرآنی نظریہ میں، یہ شرک کے ناقابل معافی گناہ کے مترادف ہے، جیسا کہ اس کا مطلب ایک انسان کو ایک الٰہی قانون دینے والے تک پہنچانا ہے۔

اللہ کو بیٹے کی ضرورت کیوں ہے جب کائنات اللہ سے تعلق رکھتی ہے۔

اگر اللہ کسی کو اپنا بیٹا بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا انتخاب کر لیتا۔ وہ پاک ہے وہی تو اللہ یکتا (اور) غالب ہے ﴿۴﴾

(بعض لوگ) کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ اس کی ذات (اولاد سے) پاک ہے (اور) وہ بے نیاز ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اسی کا ہے (اے افتراء پردازو) تمہارے پاس اس (قول باطل) کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تم اللہ کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جو یوحناتے نہیں ﴿۶۸﴾

اللہ لامحدود ہے، جبکہ بیٹا محدود ہے۔

اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رخ کرو۔ ادھر اللہ کی ذات ہے۔ بے شک اللہ صاحبِ وسعت اور باخبر ہے ﴿۱۱۵﴾ اور یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ (نہیں) وہ پاک ہے، بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اسی کا ہے اور سب اس کے فرماں بردار ہیں ﴿۱۱۶﴾

مکمل جھوٹ

اور ان لوگوں کو بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے (کسی کو) بیٹا بنا لیا ہے ﴿۴﴾ ان کو اس بات کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے باپ دادا ہی کو تھا۔ (یہ) بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور کچھ شک نہیں) کہ یہ جو کہتے ہیں محض جھوٹ ہے ﴿۵﴾

بیٹا باپ کے ساتھ مشابہت کا قیاس کرتا ہے۔

یہ خیال کہ اللہ کا ایک "بیٹا" ہو سکتا ہے "باپ" اور "بیٹے" کے درمیان مماثلت کا ایک درجہ ظاہر کرتا ہے۔ یہ اس عقیدے کی تردید کرتا ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے منفرد ہے، لہٰذا ”کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے“ (42:11) اور ”اس کے ساتھ کسی چیز کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا“ (112:4)۔ یہ اللہ کی تعریف کرنے کی کوشش کے مترادف ہے، جو ”ہر چیز سے بلند ہے جسے لوگ تعریف کے لحاظ سے وضع کر سکتے ہیں“ (دیکھیں 6:100)۔ اسلام ایک انتھروپمورفک دیوتا (انسانی شکل میں الٰہی ہستی) کو مسترد کرتا ہے، یہ مانتے ہوئے کہ اللہ منفرد اور انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔

اولاد نامکملیت کا قیاس کرتی ہے۔

اولاد کا خیال افزائش کے عمل سے پہلے نامکمل ہونے کا تصور کرتا ہے۔ کسی بھی معنی میں، نامکملیت اللہ کے کمال کے تصور کی نفی کرتی ہے۔ اللہ اُس ادھورے پن سے دور ہے جو اولاد کی ضرورت یا خواہش میں شامل ہے، جو لفظی یا استعاراتی لحاظ سے اُس کے "بیٹے" ہونے کے امکان کو روکتا ہے۔

اولاد کا مطلب کسی دوسرے وجود کا تسلسل ہے۔

موت تمام مخلوقات کا نتیجہ ہے۔ اولاد کا ہونا کسی دوسرے وجود میں نامیاتی تسلسل کا مطلب ہے۔ اللہ ماورائی اور لازوال ہے؛ اس کی کوئی ابتدا یا انتہا نہیں ہے اور نہ ہوگی۔

انبیاء، اولیاء اور فرشتوں کی عبادت کا رد

کسی آدمی کو شایاں نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ (اس کو یہ کہنا سزاوار ہے کہ اے اہلِ کتاب) تم (علمائے) ربانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتابِ (اللہ) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو ﴿۷۹﴾ اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو اللہ بنالو بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے ﴿۸۰﴾

الٰہی یا نیم الٰہی طاقتوں کو ان کی طرف منسوب نہ کرو؛ یہ حکم پیروں فقیروں اور فرشتوں کی پرستش کا واضح رد ہے۔

کیا میں عیسیٰؑ کی عبادت کروں گا؟

کہہ دو کہ اگر اللہ کے اولاد ہو تو میں (سب سے) پہلے (اس کی) عبادت کرنے والا ہوں ﴿۸۱﴾ یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کا مالک (اور) عرش کا مالک اس سے پاک ہے ﴿۸۲﴾

صرف اللہ ہی سب پر قادر ہے۔

جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰؑ بن مریم اللہ ہیں وہ بے شک کافر ہیں (ان سے) کہہ دو کہ اگر اللہ عیسیٰؑ بن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے؟ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر اللہ ہی کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۷﴾

کس طرح مسیح کی الوہیت نے مکہ کے بت پرستوں کو تسلی دی

اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ) کا حال بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ اس سے چِلا اُٹھے ﴿۵۷﴾ اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ؟ انہوں نے عیسیٰ کی جو مثال بیان کی ہے تو صرف جھگڑنے کو۔ حقیقت یہ ہے یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو ﴿۵۸﴾

مسیح کی اولاد نے ایک طرح سے مکہ کے بت پرستوں کی مدد کی اور تسلی دی، جو یقین رکھتے تھے کہ اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ کافر قریش نے فرشتوں کی ان کی بت پرستانہ عبادت کی قرآنی مذمت پر اعتراض کیا، جن کو انہوں نے "ہمارے دیوتا" کے طور پر بیان کیا اور عیسیٰؑ کی اللہ کے بیٹے کے طور پر اور یہاں تک کہ اللہ کے اوتار کے طور پر متوازی عیسائی عبادت کی طرف اشارہ کیا۔

عرب کے کافروں نے اس طرح استدلال کیا: قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰؑ مکمل طور پر انسان تھے - اور پھر بھی عیسائی، جنہیں وہی قرآن پہلے

وحی کے پیروکاروں کے طور پر بیان کرتا ہے، انہیں الٰہی مانتے ہیں۔ "لہذا، ہم اپنے عبادت کرنے والے فرشتوں میں عادل ہیں، جو یقیناً ایک انسان سے افضل ہیں۔" قرآن نے واضح طور پر کئی جگہوں پر عیسائیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی معبودیت کی مذمت کی ہے۔ اس غیر ضروری معبودیت کو فرشتوں کی عبادت کی دلیل کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس طرح کی دلیل جھوٹی تجویز پر غلط تشبیہ لگانے کے مترادف ہے۔

عیسیٰؑ کی معبودیت اور قُربِ قیامت

وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لئے ان کو (اپنی قدرت کا) نمونہ بنا دیا ﴿۵۹﴾ اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے بنا دیتے جو تمہاری جگہ زمین میں رہتے ﴿۶۰﴾ اور وہ قیامت کی نشانی ہیں۔ تو (کہہ دو کہ لوگو) اس میں شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو۔ یہی سیدھا رستہ ہے ﴿۶۱﴾ اور (کہیں) شیطان تم کو (اس سے) روک نہ دے۔ وہ تو تمہارا اعلانیہ دشمن ہے ﴿۶۲﴾

"ایک دوسرے کی جانشینی" کا مطلب ہے کہ عیسیٰؑ کوئی مافوق الفطرت نہیں تھے۔ فرشتے بھی مخلوق ہیں، اپنے وجود میں محدود ہیں، اور اس لیے الوہیت کی حیثیت سے بالکل ہٹا دیے گئے ہیں۔ مندرجہ بالا سیاق وسباق میں قیامت کے مخصوص ذکر کا مقصد خالق کے سامنے

انسان کی آخری ذمہ داری پر زور دینا ہے اور یہ کہ عبادت صرف اسی کے لیے ہے۔

ان کے ساتھ برداشت کریں۔

اور (بسا اوقات) پیغمبر کہا کرتے ہیں کہ اے پروردگار یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے ﴿۸۸﴾ تو ان سے منہ پھیر لو اور سلام

کہہ دو۔ ان کو عنقریب (انجام) معلوم ہو جائے گا ﴿۸۹﴾

کسی بھی فرقے کے ہر مومن کو جو لوگوں کے اندھے پن پر پریشان ہے اسے مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ "ان لوگوں کو برداشت کرے" جو

خود اللہ کے علاوہ کسی اور ہستی سے الوہیت یا الٰہی خصوصیات کو منسوب کرتے ہیں اور یہ امید کرتے ہیں کہ وہ روشنی دیکھ لیں گے۔

موت پر عیسیٰؑ کے بارے میں سچائی

اور کوئی اہل کتاب نہیں ہو گا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے ﴿۱۵۹﴾

اس آیت کے مطابق، تمام یہود و نصاریٰ اپنی موت کے بعد یہ دیکھ لیں گے کہ عیسیٰؑ واقعی اللہ کے نبی تھے - وہ نہ تو جھوٹے تھے اور نہ

ہی اللہ کے بیٹے۔

ہم سب اللہ کے بچے ہیں۔

اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں کہو کہ پھر وہ تمہاری بداعمالیوں کے سبب تمھیں عذاب کیوں دیتا

ہے (نہیں) بلکہ تم اس کی مخلوقات میں (دوسروں کی طرح کے) انسان ہو وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے اور آسمان زمین

اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور (سب کو) اسی کی طرف لوٹ کر یوحنا ہے ﴿۱۸﴾

"ہم اللہ کے بچے ہیں، اور اُس کے پیارے ہیں" — دیکھئے خروج 22:4-23 (اسرائیل میرا بیٹا ہے)، یرمیاہ 31:9 (میں اسرائیل کا باپ

ہوں)، اور انجیل میں بھی بہت سے ایسے متوازی تاثرات ملتے ہیں۔

اللہ اور عیسیٰؑ کے درمیان شادی اور مکالمہ

(وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن اللہ پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے

کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے ﴿۱۰۹﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰؑ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ

کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو

تجھ کو معلوم ہو گا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے یوحنا تا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں یوحنا تا بے شک تو

علاّم الغیوب ہے ﴿۱۱۶﴾

مسیحی دور کی تیسری صدی کے آخر میں، اسکندریہ کے کچھ ماہرینِ الہیات نے مریمؑ کے سلسلے میں لفظ "اللہ کی ماں" کا استعمال کیا۔ 431 میں، ایفسس کی کونسل نے سرکاری طور پر مریم کے لیے "اللہ کی ماں" کا استعمال کیا۔ اس کے بعد، مریم کی الوہیت پر یقین اور میریولٹری (کنواری مریم کی عبادت) کا رواج عیسائیوں میں پھیلنے لگا۔

دکھ بھرے دن میں مصیبت سے دوچار ہونا پڑے گا

پھر کتنے فرقے ان میں سے پھٹ گئے۔ سو جو لوگ ظالم ہیں ان کی درد دینے والے دن کے عذاب سے خرابی ہے ﴿٦٥﴾ یہ صرف اس بات کے منتظر ہیں کہ قیامت ان پر ناگہاں آموجود ہو اور ان کو خبر تک نہ ہو ﴿٦٦﴾ (جو آپس میں) دوست (ہیں) اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ مگر پرہیز گار (کہ باہم دوست ہی رہیں گے) ﴿٦٧﴾

کچھ لوگوں نے ایک انسان کو اللہ کی طرف بڑھا کر عیسیٰؑ کی فطرت کے بارے میں مختلف خیالات کا اظہار کیا، جو عیسائیت میں بعد میں ہونے والی پیش رفت کا اشارہ ہے۔ اُنہوں نے اُنہیں ''اللہ کا بیٹا'' سمجھا اور اسی لیے، ''اللہ کا اوتار'' کہہ بیٹھے۔ وہ قیامت کے دن ایک دوسرے سے نفرت کریں گے - وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ انہیں گمراہ کیا گیا ہے اور وہ لوگ جو دوسروں کو گمراہ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

شیطانی دعویٰ

اور کہتے ہیں کہ اللہ بیٹا رکھتا ہے﴿۸۸﴾ (ایسا کہنے والو یہ تو) تم بری بات (زبان پر) لائے ہو﴿۸۹﴾ قریب ہے کہ اس (افتراء) سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں﴿۹۰﴾ کہ انہوں نے اللہ کے لئے بیٹا تجویز کیا﴿۹۱﴾ اور اللہ کو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے﴿۹۲﴾

عیسائیوں کو ندامت کے دن سے خبردار کردو

اور بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے﴿۳۶﴾ پھر (اہل کتاب کے) فرقوں نے باہم اختلاف کیا۔ سو جو لوگ کافر ہوئے ہیں ان کو بڑے دن (یعنی قیامت کے روز) حاضر ہونے سے خرابی ہے﴿۳۷﴾ وہ جس دن ہمارے سامنے آئیں گے۔ کیسے سننے والے اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے مگر ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں﴿۳۸﴾ اور ان کو حسرت (وافسوس) کے دن سے ڈراؤ جب بات فیصل کردی جائے گی۔ اور (ہیہات) وہ غفلت میں (پڑے ہوئے ہیں) اور ایمان نہیں لاتے ﴿۳۹﴾ ہم ہی زمین کے اور جو لوگ اس پر (بستے) ہیں ان کے وارث ہیں۔ اور ہماری ہی طرف ان کو لوٹنا ہوگا﴿۴۰﴾

انجمن پرستی ایک سنگین گناہ

درحقیقت، جو لوگ حق کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ مسیح [خود] نے کہا: "اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو۔ جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا بھی پالنے والا۔" [دیکھو متی 4:10؛ لوقا 4:8؛ یوحنا 20:17۔]

وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے (عیسیٰؑ) مسیح اللہ ہیں حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی (اور یوحنا رکھو کہ) جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر بہشت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ﴿۷۲﴾

یہ کہنے سے باز آجائیں کہ اللہ تثلیث کا تیسرا شخص ہے

وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اگر یہ لوگ ایسے اقوال (وعقائد) سے باز نہیں آئیں گے تو ان میں جو کافر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے ﴿۷۳﴾ تو یہ کیوں اللہ کے آگے توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہوں کی معافی نہیں مانگتے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے ﴿۷۴﴾

جو کوئی بھی اللہ کے علاوہ کسی بھی ہستی کو الہ قرار دیتا ہے "اللہ اسکے لئے جنت سے انکار کرے گا، اور اس کا ٹھکانہ آگ ہو گی" تمام

انجمنوں کے لیے ایک عام قرآنی تنبیہ ہے۔ تاہم، تثلیثی عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بائبل کے پیروکاروں سے اپیل

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخر الزماں) آگئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الہٰی) میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت

کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور

روشن کتاب آچکی ہے ﴿۱۵﴾ جس سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے میں سے

نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا اور ان کو سیدھے رستہ پر چلاتا ہے ﴿۱۶﴾

اے اہلِ کتاب پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو (ایک عرصے تک) منقطع رہا تو (اب) تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آگئے ہیں جو تم سے

(ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا سو (اب) تمہارے پاس خوشخبری

اور ڈر سنانے والے آگئے ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ﴿۱۹﴾

کسی چیز کو اپنے آپ سے چھپانا، بائبل کے پیروکاروں کی طرف سے اس کی اصل حقیقتوں کو بتدریج دھندلا دینے کا ایک حوالہ ہے، جسے

اب وہ خود بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ تثلیثی اللہ کی پیروی کرتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی توحید کے اصل پیغام کو بھول چکے ہیں۔

یہودی اور غیر قوموں کا ردعمل

جیسا کہ انجیل واضح کرتی ہے، عیسیٰؑ کے لیے "اللہ کے بیٹے" کے نام کا اطلاق یہودیوں کے لیے ناگوار تھا کیونکہ ایسا لگتا تھا کہ یہ غیر قوموں کے شرک کی علامت ہے۔ یہودیوں اور یونانیوں دونوں کا سامنا کرتے ہوئے، چرچ نے عیسیٰؑ کو اللہ کا واحد بیٹا قرار دیا۔ اللہ کا بیٹا ہونا یہودیوں کے خلاف دعویٰ کرتا ہے کہ ابدی ذات کا کوئی بیٹا نہیں ہو سکتا، اکلوتا بیٹا ہونا، یونانی خرافات پیدا کرنے اور متعدد دیوتاؤں کے خلاف ہے۔ عیسیٰؑ میں اللہ کے اوتار کے نظریے نے ہمیشہ یہودیوں کو بدنام کیا ہے، اور بعد میں، مسلمانوں کو بھی یہ توہین آمیز لگا۔

ایڈولف وان ہارنیک، نامور جرمن ماہر الٰہیات اور اسکالر کے مطابق، عیسائی عقیدہ؛ عیسیٰؑ اور ابتدائی عیسائیوں کے بنیادی طور پر سادہ عقیدے کے خلاف دکھائی دیتا ہے۔ اسے یونانی فلسفے کی دخل اندازی کے طور پر دیکھا جاتا تھا جس نے اُس مسیحی سچائی کو دھندلا دیا تھا جس کی حفاظت کے لیے وہ نکلے تھے۔ ایسے نامور مغربی مفکرین، جیسے سر آئزک نیوٹن، کا خیال تھا کہ عیسائیت چوتھی صدی میں گمراہ ہو گئی تھی جب نیسیا کی پہلی کونسل نے مسیح کی فطرت کے غلط عقائد پیش کیے تھے اور بائبل میں موجود تثلیثی اقتباسات؛ اصل متن کی آخری تبدیلی تھی۔ تثلیث کے عقیدے کی وضاحت کرنے اور عیسیٰؑ کو الٰہیت میں بلند کرنے میں تقریباً چار سو سال لگے۔ الٰہی کثرتیت

کے یونانی نظریات نے عیسائیت کی توحید پر سایہ کیا۔ کونسلوں اور الٰہیات کا اضافہ عیسائی نظریے کو سادہ پاکیزگی سے بہت دور لے گیا۔

ان کی وفات کے بعد عیسیٰؑ "کا" مذہب، عیسیٰؑ "کے بارے میں" ایک مذہب بن گیا۔

قیامت سے پہلے مسیحؑ کا اسرار

یہودی مسیحا کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں، جو یہودیوں کو ان کے دشمنوں پر فتح دلائے گا اور ان کے لیے زمین پر جنت بنائے گا۔

یہودیوں کا مسیحا عیسیٰؑ نہیں ہونگے۔ عیسائی پچھلے دو ہزار سالوں سے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی دوسری آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔

مسلمان حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی دوسری آمد پر یقین رکھتے ہیں۔ دجال کو شکست دینے کے لیے آخری وقت کے قریب عیسیٰؑ کی آمد کا ذکر ہے۔

• قرآن بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ قیامت کا آغاز اچانک ہو گا اور یہ کہ قیامت کا وقت صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام اچانک عالمی سطح پر کچھ احادیث کی حالت میں نمودار ہوئے تو ہم سمجھیں گے کہ قیامت قریب ہے۔

تھامس کارلائل (1795-1881)، جو کہ اپنے زمانے کے عظیم ادبی ذہین افراد میں سے ایک ہیں، اپنے مضمون "The Hero

"As Prophet" میں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتے ہیں" :Mahomet's Creed جسے ہم ایک قسم کی عیسائیت کہتے ہیں۔

اور واقعی، اگر ہم اس جنگلی بے چینی کو دیکھیں جس کی موجودگی میں اس پر یقین کیا گیا تھا اور دل لگایا گیا تھا، تو مجھے انہیں بد قسمت شامی فرقوں سے بہتر کہنا چاہیے، جن کے ہم جنس اور ہم جنس پرستی کے بارے میں بیہودہ جھگڑے ہیں، جو بے کار شور سے بھرے ہوئے ہیں۔ دل خالی اور مردہ! اس کی سچائی واضح گمراہی اور جھوٹ میں سرایت کر گئی ہے۔ لیکن اس کی سچائی اس پر یقین کراتی ہے، نہ کہ باطل پر۔ وہ اپنی سچائی سے کامیاب ہو۔